سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو ۔ جے ۔ کلارک صاحب
ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور } منیجر

جملہ خطوکتابت و ترسیل زر بنام منیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں*

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء | نمبر ۱۵

غزل

مصرعِ طرح ۔ آپ کی مصلوبیت ہے روزِ محشر کا جواب

فصیح الکلام جناب ایڈجوٹنٹ منشی الائنس داس صاحب رسا لکھنوی

عقل وہوش عافیت کا صبرِ مضطر کا جواب
ہے کہیں اس پاک ہستی کے برابر کا جواب
ہوسکیگا کس طرح پھر ابنِ داود کا جواب
ہوتے ہیں مجروح کٹ جاتے ہیں اہلِ معصیت
اے فلک کیلی گرادی خرمنِ اُمید پر
پردہ پوشِ اہلِ عصیاں کون ہے اسکے سوا
بحرِ عصیاں سے نکالا تم نے حق کر ناخدا
اب تمہارے عشق کا دریا ہے اس میں موجزن
اصطباغ بس آپ نے خود آپ ہی فرما دیا
خونِ عیسیٰ نے مجھے بخشش کا خازن کر دیا
دلبرِ تقصیر جو عشق کی وجہ عیاں آنکھوں سے ہیں
ساغرِ جمشید سے پرکیف تر ساغر مرا
بس گئی آہیں شمیمِ بخشش ہر دو جہاں
عشقِ عیسیٰ میں قیامت خیز ہیں نالے مرے
خاک سکتا ہے کیونکر بھی جو ذاتِ مسیح
جلوۂ چشمِ مسیحا سے دل ہو لبریز سرور
اٹھ رہے ہیں سینکڑوں فتنے قیامت کی طرح

عشق میں ہم سن چکے قسمت سے گوہر کا جواب
ہاں فقط ممکن ہے داور ابنِ داود کا جواب
ہے خدائے پاک ہی جب اپنے ہمسر کا جواب
آپ کی ہر بات ہے اندازِ خنجر کا جواب
اس قدر سوکھا ہمارے دیدۂ تر کا جواب
دونوں عالم میں نہیں ہے ابنِ داود کا جواب
سُن چکے تے ورنہ ہم کشتی کے لنگر کا جواب
اب ہو سکتا ہے میرے دیدۂ تر کا جواب؟
تھا تسلّیِ عشق کیسا ابنِ داود کا جواب
اب مرا نقدِ صفا ہے لال و گوہر کا جواب
آج میرا دیدۂ تر ہے سمندر کا جواب
ہے سوائی موج مے کی موجِ کوثر کا جواب
اب کہاں ممکن تری زلفِ معنبر کا جواب
وسعتِ دل آج ہے دامانِ محشر کا جواب
غیر نے ہم کو دیا کیسا بے پر کا جواب
اک تماشہ ہو اگر ساغر ہو ساغر کا جواب
یہ زمانہ ہے قیامت کے برابر کا جواب

سرمۂ چشمِ بصیرت خاکِ پا ہے آپ کی
گلشنِ عشقِ مسیحا کی ہے آنکھوں میں بہار
آپ کی باتوں سے دُھل جاتا ہے سارا دل کا میل
دار پر اک جو بخشش کا ہوا جب ملتجی
محبت یہ گنہگاروں پہ نظریں پیار کی
جی اٹھے مُردے زمانے میں ہوئی ہلچل بپا

زندہ ذرّہ اس کا ہے جنت کے منظر کا جواب
مل گیا دنیا ہی میں جنت کے منظر کا جواب
آپ کی ہر اک ادا ہے آبِ خنجر کا جواب
تھا عجب جاں بخش فقرہ ابنِ داود کا جواب
لائیگا کوئی کہاں سے میرے دلبر کا جواب
آپ کی مصلوبیت ہے روزِ محشر کا جواب

ہے دلِ مشتاق میں آباد دنیا ہی خیال
اے رسا ممکن کہاں ایسے بھرے گھر کا جواب

بہادر جماعت

"مرنے تک ایماندار رہ تو میں زندگی کا تاج تجھے دونگا۔"

قیصر نیرو ۵۴ء سے ۶۸ء تک تخت نشین رہا۔ اس کی سلطنت کے پہلے پانچ سال کو مورخ "سنہلے پانچ" کہتے ہیں۔ ان میں مسیحی امن و امان کے ساتھ رہے اور کسی طرح کا ظلم ان پر نہ ہوا۔ اس کے بعد بھی پانچ سال تک عموماً آرام رہا پھر تو نیرو بالکل بدل گیا اور ایسا شریر بنا کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا شیطان خود سلطنت کر رہا ہے۔ اس نے اپنے دو اُستادوں ۔ ماں ۔ بھائی ۔ دو بیویوں اور کئی دیگر بے گناہوں کو تہِ تیغ کیا۔ ۱۸ جولائی ۶۴ء کو شہر روم میں آگ لگ گئی جو نو دن تک متواتر جلتی رہی جس کے باعث شہر کا ایک بڑا حصہ جل کر خاکستر کا ڈھیر ہوا۔ یہ آتش زدگی نیرو ہی کی بد طبیعت اور جنون کا نتیجہ تھا۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ جب شہر جل رہا تھا اور لوگوں کی جان و مال کا بے اندازہ نقصان ہو کر ہزارہا مردوں ۔ عورتوں اور بچوں کی گریہ زاری اور جگر خراش چیخوں سے آسمان بھی لرز رہا تھا ۔ اُس وقت نیرو ایک اونچے بُرج پر بیٹھکر بانسری

بجاتا اور گاتا ہُوا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ شہریوں نے افواہ اڑائی کہ یہ آگ لگانے کا کام خود ظالم اور بدکار قیصر نیرو کا ہے۔ نیرو نے اس الزام کے رفع کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ سودمند نہ ہوئی۔ آخر اس نے وہ بات تجویز کی جس کا بیان ایک بت پرست رومی مورخ کے الفاظ میں مختصراً لکھ دیتی ہوں۔

اس افواہ کے دبانے کو کہ خود قیصر نے شہر میں آگ لگا دی نیرو نے اُن کو مجرم و ملزم ٹھہرایا جو مسیحی کہلاتے تھے اور جن سے لوگ متنفر تھے۔ پہلے وہ لوگ گرفتار ہوئے جنہوں نے اس فرقہ میں ہونے کا اقرار کیا۔ پھر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت اُن کی شہادت پر ملزم ٹھہرائی گئی مگر نہ اس سبب سے کہ شہر کو آگ لگانے کا الزام اُن پر ثابت ہُوا بلکہ خاصکر اس سبب سے کہ وہ بنی آدم سے نفرت کرنے والے گنے گئے۔ وہ مسخراپن اور بے عزتی کے ساتھ قتل کئے گئے۔ بعضوں کو جنگلی جانوروں کے چمڑے پہنا کر کتوں سے پھڑوایا۔ بہتوں کو خونخوار درندوں کے آگے ڈالدیا۔ بینکڑوں کو مصلوب کیا۔ ہزاروں کے بدن پر سوختنی مصالح لگا کر اپنے باغ میں قطار در قطار لکڑی کے ستون کے ساتھ باندھا۔ اور رات کو تماشبینوں کو خوش کرنے کے لئے اُن میں آگ لگا دی۔ نیرو اس انبوہ میں گاڑیبان کی پوشاک پہن کر تماشائی کی طرح کھڑا ہو جاتا۔ کبھی خود گاڑی دوڑاتا تھا۔ آخرش سب لوگوں کے دلوں میں ان ظالمانہ و بیدردانہ کاموں کے سبب رحم کے خیالات اُٹھے۔ کیونکہ ظاہر تھا کہ مسیحی لوگ رفاہ عام کے لحاظ سے نہیں بلکہ فقط ایک شخص کے ظلم کے سبب ہلاک کئے گئے تھے۔"

اسی ظالم قیصر کی حکومت کے آخری ایام میں مقدس پطرس شہید ہُوا۔ اُس کی شہادت کا قصہ یوں ہے۔

موت سے کچھ دن پیشتر جبکہ لوگ مسیحیوں کی نہایت ضد میں تھے۔ تب بعض لوگوں نے اس کی منت کی اور کہا کہ آپ اپنی جان کی امان کے لئے کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔" پہلے تو وہ اس بات پر راضی نہ ہُوا لیکن آخر کو مجبوراً اُسے راضی ہونا پڑا اور آدھی رات کو وہ ایک دوسرے سپاہی کے بھیس میں نکل گیا۔ پر جب وہ اپنی راہ چلا جاتا تھا تو کیا دیکھتا کہ مسیح کانٹوں کا تاج پہنے ہوئے اور اپنی صلیب اُٹھائے ہوئے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ پطرس نے اُس سے پوچھا "اے خداوند تو کہاں جاتا ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ میں روم کو پھر (تیرے عوض) مصلوب ہونے کو جاتا ہوں"۔ جب پطرس نے یہ سنا تب بڑی شرمندگی کے ساتھ اُس کی قدمبوسی کے لئے زمین پر جھکا۔ لیکن جونہی اس نے اوپر آنکھ اُٹھائی اپنے اور اپنے ساتھی کے سوا کسی کو نہ پایا!! تب اُس نے خیال کیا کہ سو یہ میرے ہی لئے ہے اور مجھ کو روم میں جا کر مسیح کے لئے اپنی جان دینی ہے سو وہ پھر لوٹ آیا۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد وہ قید میں ڈالا گیا۔ اور جب لوگ اُسے صلیب دینے پر تھے۔ تب اُس نے اُن کی منت کی کہ مجھے اُلٹی صلیب دی جاوے۔ کیونکہ اُس نے اپنے کو اس قابل نہ سمجھا کہ اس کی مصلوبی مسیح کی مانند ہو۔

اسی روز نیرو کے حکم سے پولوس رسول کا سر کلہاڑے سے کاٹا گیا اور مقدسوں کی ایک بڑی گروہ (جس میں مقدس پطرس کی زوجہ بھی شامل تھی) بڑی بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ قتل ہو کر لازوال خوشی میں خدا کے تخت کے حضور پہنچ گئی۔

تخت خدا کے سامنے لشکر ہے بے شمار۔
ہر ایک اُن میں پہنے ہے اک تاج شاندار۔
چہرے چمکتے اُن کے ہیں تاروں کی مثل سب
حمد و ثنا کی کرتے ہیں قربانیاں نثار
خدمت قبول اُن کی خدا کے حضور ہے
حاصل ہُوا ہے اُنکو اب آرام پائدار۔ واعظ

راقم (مسز) کے۔ خیر اللہ۔ سکلارک آباد

کائنات سماوی میں بعض ستارے کرۂ زمین سے اتنی دور ہیں کہ اُن کی روشنی پچاس کروڑ سال کے بعد زمین تک پہنچتی ہے۔ روشنی کی رفتار فی ثانیہ چھیاسی ہزار میل ہے۔ (روزانہ انقلاب)

بنوں میں مردہ زندہ

ناظرین نور افشاں کو سن کر اس سے کمال خوشی دستیاب حاصل ہو گی کہ شکر ہے اُس خدا کا کہ جسکو یہ طاقت ہے اور جس نے اپنے بیٹے ہمارے منجی یسوع مسیح کے وسیلے سے مجھے مردوں میں سے زندہ کیا۔ پیشتر اس سے کہ اس کمال کامیابی کی بابت ذکر کروں میں پہلے بتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ پہلے میں ایک ایسی گری ہوئی قوم میں سے تھا کہ لوگ مجھے ذلیل سمجھکر میرے سایہ تک سے بھی گریز کرتے تھے۔ مگر خدا کی از حد مغفرت کا دل سے شکر گذار ہوں کہ اُس نے مجھے دانائی بخشنے کا وسیلہ میرے جسمانی ماں باپ کو بنایا جنہوں نے میری تعلیم کے لئے ایک اُستاد مقرر کیا۔ جنہوں نے مجھے اپنی کوشش سے اس حد تک تعلیم دی کہ میں خدا کے کلام کو پڑھنے کے لائق بن گیا۔ اس عرصہ میں اگر میں کوئی خاص بات کسی سے دریافت کرنے کی خواہش ظاہر کرتا تھا تو وہ مردہ مجھے ایک حقیر ہستی جان کر ہر ایک بات کو مجھے بتانے میں اچھا خیال نہ کرتا تھا۔ خدا کی مرضی تھی کہ اچانک میرا جوان بیٹا فوت ہو گیا۔ آخر شادی کے وقت لوگوں نے مجھے سمجھایا اور کہا کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور مسیح پر ایمان لے آؤ۔ مگر خیاب کہاں۔ جس کے دماغ میں غلطی جڑ پکڑ گئی ہو اور جس کے دل پر مسیح کا دشمن تسلط جما چکا ہو وہ دل کسی کی مانتا ہے۔ میں نے بھی ضد کی ہر ایک ہی نہ زبان پر رکھ چھوڑی۔ اور صاف انکار کر دیا۔ اس وقت میرے سسرال بھی مسیحی نہ تھے۔ اور اس لئے دنیا میں میں نے بھی کچھ عرصے تک مجھے مسیح کی حضوری سے دور رکھا۔ مگر سب سے زیادہ تسلی کی بات میرے لئے یہ تھی کہ میں ہر روز بلاناغہ کلام کی تلاوت بڑے شوق سے کرتا تھا۔ اور اس سے مجھے ایک قسم کی طاقت ملتی تھی۔ آخر کلام کی سچائی نے میرے اوپر بڑا ہی عجیب ظاہر کیا اور مجھے اس بات کا مکمل یقین ہو گیا کہ بغیر یسوع مسیح کے میں کسی کام کا نہیں اور اس

دیکھو صفحہ ۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء

عید قیامت مسیح مبارک ہو

ہم اشاعت قریبہ میں خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت کا بیان کر کے یہ بات دکھا چکے ہیں کہ اس کی موت ہر اعتبار سے انسان کامل کی موت تھی جسکا استقلال وصبر واطمینان افضل سے افضل انسان کے استقلال وصبر واطمینان سے نہایت بلند و بالا تھا۔ اس کے مخالفوں کا قہر و غضب اس کی زندگی کے مدعا و مقصود سے محروم کرنے میں بے اثر اور بیکار رہا کیونکہ ہم خداوند کی قیامت کا تصور اسا ذکر کرتے ہیں۔ اگر کسی نے خداوند کی قیامت کا مفصل ذکر پڑھنا ہو تو وہ ہماری کتاب **اثبات صلیب** اور ہماری **بائبل اور مسلم علماء** کو منگا کر پڑھیں

خداوند یسوع مسیح کے کفن و دفن کے تیسرے روز شاگردوں میں یہ خبر پھیلی تھی کہ قبر سے خداوند یسوع مسیح کی نعش مقدس غائب ہو چکی ہے۔ اس کی قبر خالی پڑی ہے یہ خبر شاگردوں کو ان عورتوں نے دی تھی جو تیسرے دن اسکی نعش مقدس پر خوشبو ملنے گئی تھیں جب تک ان عورتوں نے خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کو نعش مقدس کے غائب ہونے کی خبر نہ دی تب تک ایک شاگرد بھی اس کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کا منتظر نہ تھا۔ خبر پا کر بھی شاگردوں نے خداوند کے جی اُٹھنے کا خیال تک نہیں کیا بلکہ اس خبر کی سچائی کی تحقیق کرنے کی انہیں فکر دامنگیر ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ قبر کو بھی دیکھنے بھی گئے تھے۔ جب انہوں نے اپنی تحقیق سے قبر کو خالی پایا تھا۔ تب بھی انہوں نے خداوند یسوع مسیح کے مردوں میں سے زندہ ہونے کا خیال تک نہیں کیا تھا۔ اگرچہ بعض مسیحی مستورات نے شاگردوں کو خداوند کے دیکھنے کی خبریں بھی دی تھیں۔ مگر وہ خبریں اُن کے نزدیک بوڑھیوں کی کہانیوں سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں۔ خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کا اُسکی قیامت کی نسبت اس قدر بے اعتقاد ہونا انجیل کا ایک ایسا اہم معاملہ ہے جس کا کسی انجیل خواں اصحاب کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ بات صفائی سے واضح و روشن ہو جاتی ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے شاگرد صحیح دماغ اور سلیم العقل معاملات فہم تھے۔ وہ انسان کے عام تجربہ کے حق ہونے کو مانتے تھے۔ اور اس بات کو خوب جانتے تھے کہ مُردے زندہ نہیں ہُوا کرتے۔

اب ایک طرف تو یسوع مسیح کے شاگردوں کے اعتقاد کی یہ صورت ہے کہ وہ اس کے مردوں میں سے زندہ ہونے کے منتظر ہی نہیں وہ مردوں میں سے زندہ ہونے کی خبر کی سچائی کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ خوف و دہشت میں مبتلا ہیں۔ دشمنوں کی فتح سے نادم ہو کر بند مکانوں میں ایام گذرانی کرتے دکھائے جاتے ہیں یسوع مسیح کا شاگرد کہلانا انہیں موت کا سمن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے نام کا اقرار کرنا ان کے لئے موت کا ہمعنا ہوا ایسے حالات میں کونسا فلاسفر اور محقق یسوع مسیح کے ان پسماندہ گیدڑ صفت شاگردوں کو شیر نر اور جانباز بنا کر دکھا سکتا ہے؟ دنیا کی کونسی طاقت ہے جو اپنی جان بچانے والے ان شکست خوردہ شاگردوں کو اپنے اُستاد کا وفادار اور جان نثار بنا سکتی ہو اگر تم کو یسوع مسیح کی قیامت کا انکار ہے۔ اگر تم کو معجزات کے وقوع سے انکار ہے اگر تم کو یسوع مسیح کی دائمی موت پر اصرار ہے۔ اگر تمہاری آنکھوں میں یسوع مسیح اب تک قبر میں پڑا دکھائی دیتا ہے تو تم اپنی تمام طاقت و لیاقت سے یسوع مسیح کے مذکورہ بالا شاگردوں کو اس کے مردوں میں سے زندہ ہونے کے گواہ بنا کر دکھاؤ۔ انہیں مُردہ یسوع مسیح کے وفادار اور جان نثار شاگرد بنا کر انہیں سے دنیا کو فتح کر دکھاؤ۔ دیکھو وہ یہودیوں کے خوف سے بند مکانوں میں چھپے ہیں۔ اُن کے خوف و دہشت کو ہی دور کر کے دکھا دو۔ اُن کے اعتقاد کو بدلنا تو اور بھی ٹیڑھی کھیر ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ تم تو کیا عالم کی تمام قوتیں ملکر انہیں خداوند یسوع مسیح کے مردوں میں سے زندہ ہونے کا یقین نہیں دلا سکتی ہیں اور نہ انہیں بغیر معجزانہ طاقت کے ظہور کے خداوند یسوع مسیح کا وفادار اور جان نثار شاگرد بنا کر دکھا سکتی ہیں۔ عقل و فکر اور علم و ادراک کی تمام قوت یہاں پر بیکار ہے وہ بھگوڑے اور بے وفا۔ بزدل و خائف شاگرد لوگوں کے روبرو یسوع مسیح کے شاگرد ہونے کا اقرار بھی نہیں کر سکتے ہیں

قیامت مسیح کے منکر و ہمارے ساتھ ایک دفعہ پھر انجیل کو پڑھو۔ انجیل ہی وہ نسخہ پیش کرتی ہے جس نے یسوع مسیح کے ڈرپوک اور بزدل شاگردوں کو بے پروا اور جان بچانے والے شاگردوں کو۔ مردوں سے زندہ ہونے کے منکر شاگردوں کو شیر نر بہادر۔ وفادار۔ جان نثار۔ اور فاتح دہر بنا دیا تھا۔ کوئی دوسرا نسخہ پیش نہیں کرتی پر وہی پرانا نسخہ پیش کرتی ہے۔ اور وہ خداوند کی قیامت کا نسخہ ہے۔ اس وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ خداوند کا جی اُٹھنا ہی اس کے شاگردوں کی نئی زندگی اور وفاداری وغیرہ کا باعث ہوا ہے۔ اُسکی قیامت کے اعتقاد نے ہی انہیں عالم کے فاتح بنایا ہے۔ اس کے سوا اگر کوئی دوسرا سبب مخالفین پیش کر سکیں تو کریں پر وہ قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔ مومنین قیامت مسیح کو عید قیامت مسیح مبارک ہو۔

کلکتہ، ۷ اپریل۔ آج بعد دوپہر ہوڑہ میں کاپوک سٹاٹن فیکٹری میں آگ لگ گئی جو ایک بلڈنگ میں پھیل گئی۔ آگ بجھانے کے ۷ انجن اور بریگیڈ فوراً موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے۔ ایک گھنٹہ کی سخت محنت کے بعد آگ قابو میں لائی گئی۔ ایک لاکھ کے نقصان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ (رینڈے انڈم سنڈے ایڈیشن)

ایسٹر
یا
عید قیامت المسیح

کیا خداوند مسیح کا مُردوں میں سے زندہ ہو جانا حقیقی تاریخی واقعہ ہے یا فرضی افسانہ۔

اس ایسٹر کے موقع پر جبکہ تمام مسیحی دنیا کے خیالات اس عظیم الشان حیران کن اور بے نظیر واقعہ کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ ہم اس کی صداقت پر ایک محققانہ نظر ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے۔

اہل علم و دانش پر پوشیدہ نہیں کہ علمانے کسی امر کی تحقیقات کے دو طریقہ مقرر کئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک خاص نتیجہ پہلے سے فرض کر لیا جائے۔ اور پھر اپنے مفروضہ نتیجے کو ثابت کرنے کی غرض سے دلائل اور براہین تلاش کرکے اس کی صداقت ظاہر کر دی جائے۔ اگرچہ یہ طریقہ بھی مسلم اور مستند ہو مگر اس واقعہ کی چھان بین کرنے کے لئے ہم اس طریقہ پر عمل نہیں کرینگے۔ تب دوسرا طریقہ جو محققین نے تجویز فرمایا یہ ہے کہ دلائل اور واقعات پہلے پیش کئے جائیں اور اُن کی امداد سے ایسا نتیجہ اخذ کیا جائے جنکی شہادت ان واقعات اور دلائل سے نکلتی ہو۔ اس واقعہ کی تحقیقات ہم اس ہی طریقہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے بڑا سوال جو ہمارے سامنے پیش ہے یہ ہے کہ کیا واقعات اور بیرونی شہادتیں ہم کو اجازت دیتے ہیں کہ ہم رسولوں کے اس دعوے کو کہ فی الواقع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور اُن میں جو سو گئے پہلا پھل ہوا۔ ۱ کرنتیوں ۱۵: ۲۰ سچ سمجھ کر تسلیم کریں۔

قابل امور واقعات یہ ہیں۔

۱۔ بشارتی سفر۔ انجیل جلیل کے مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ رسول دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک انجیل کا پیغام سناتے ہوئے سفر کرتے رہتے تھے۔ اس زمانہ میں سفر کرنا نہایت دشوار اور وقت طلب کام تھا۔ عوام بجز بڑی ضرورت کے گھر سے نہ نکلتے تھے۔ بر خاص و عام سفر کی تکالیف اور مصائب سے ایسا خوفزدہ اور سراسیمہ رہتا تھا کہ عوام سفر کو دوزخ اور جہنم کا نمونہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ زمانہ حال کے شاعر نے ریل گاڑی کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا ہے ؎

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
سراسر وہ اب ہے وسیلہ ظفر کا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سفر کی یہ کیفیت تھی تو ان رسولوں کو کیا غرض تھی جو جان بوجھ کر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتے تھے۔ چنانچہ پولوس رسول جس نے چار مشہور بشارتی سفر کئے ہیں۔ اپنے سفر کی کیفیت اس طرح پر بیان کرتے ہیں "میں بار ہا سفروں میں۔ دریاؤں کے خطروں۔ ڈاکوؤں کے خطروں میں۔ اپنی قوم سے خطروں میں۔ شہر کے خطروں میں۔ بیابان کے خطروں میں۔ سمندر کے خطروں میں محنت اور مشقت میں رہا بیداری کی حالت میں۔ بھوک اور پیاس کی شدت میں۔ بار ہا فاقہ کشی میں۔ سردی اور ننگے پن کی حالت میں رہا ہوں۔ میں نے یہودیوں سے پانچ بار ایک کم چالیس کوڑے کھائے ہیں۔ تین بار بید کھائیں۔ ایک بار سنگسار کیا گیا تین مرتبہ جہاز ٹوٹنے کی بلا میں پڑا۔ ایک رات دن سمندر میں کاٹا۔" ۲ کرنتیوں ۱۱: ۲۴-۲۷۔

اگر درحقیقت خداوند مسیح مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تھا۔ تو اس بحری اور بری سفر کی صعوبتوں کے برداشت کرنے کی اور کونسی وجہ ہو سکتی ہے؟

۲۔ **مصیبت اور موت کی برداشت**۔ خداوند مسیح کے زندہ ہونے کا پیغام پیش کرنے والے کو نہ صرف اُن تکالیف کو سہنا پڑتا تھا جو سفر میں عموماً پیش آیا کرتی تھیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑی قباحت یہ تھی کہ یہودی اور یونانی اور دیگر اقوام جو اس زمانہ میں آباد تھیں اس پیغام پر اظہار نفرت کیا کرتی تھیں اور عوام و خواص اس پیغام کے پیش کرنے والے کو جسمانی تکالیف اور ایذا پہنچاتے تھے۔ اور بعض اوقات جان سے بھی مار دیتے تھے۔ رسولوں کے اعمال کے لکھنے والے نے بیسیوں واقعات ایسے بتائے ہیں جن سے یہ بات بخوبی ظاہر و ثابت ہوتی ہے۔ لکھا ہے کہ "جب وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے تو کاہن اور ہیکل کا سردار اور صدوقی ان پر چڑھ آئے۔ کیونکہ سخت رنجیدہ ہوئے کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیتے اور یسوع کی نظیر دے کر مُردوں کے جی اُٹھنے کی منادی کرتے تھے۔ اور انہوں نے اُن کو پکڑ کے دوسرے دن تک حوالات میں رکھا کیونکہ شام ہو گئی تھی۔ اعمال ۴: ۱ سے ۳۔

"میں نے یہودیوں سے پانچ بار ایک کم چالیس کوڑے کھائے۔ تین بار بید کھائیں۔ ایک بار سنگسار کیا گیا۔" ۲ کرنتیوں ۱۱: ۲۴۔

ہم اس بیان کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ مگر انجیل اور تاریخ دونوں اس بات کو بڑی صفائی سے بتاتی ہیں کہ کوڑے۔ قید۔ قتل۔ شیر اور درندوں سے ہلاک کرانا خداوند مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کا پیغام پیش کرنے والے کا عام معاوضہ تھا۔ اگر خداوند مسیح مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تھا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پیغام کے پیش کرنے والے کیوں اپنی جان تک سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ جان سب سے عزیز شے مانی گئی ہے۔

۳۔ **ہمت اور دلیری**۔ انجیل نویس ہم کو بار ہا ایسے واقعات بتاتے ہیں جن سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کے شاگرد بہت کم ہمت اور بزدل تھے۔ جب آپ کا مقدمہ ہو رہا تھا تو آپ کے بہترین شاگرد کی کیفیت مرقس انجیل نویس نے یوں بیان کی ہے "جب پطرس نیچے صحن میں تھا تو سردار کاہن کی لونڈیوں میں سے ایک وہاں آئی اور پطرس کو آگ تاپتے دیکھ کر اس پر نظر کی اور کہنے لگی تو بھی اس ناصری یسوع کے ساتھ تھا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہ جانتا ہوں اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے۔ پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا اور مرغ

نے بانگ دی۔ اور وہ لونڈی اسے دیکھکر اُن سے
جو پاس کھڑے تھے پھر کہنے لگی۔ یہ ان میں سے ہے
مگر اس نے پھر انکار کیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے
جو پاس کھڑے تھے۔ پطرس سے پھر کہا بے شک تو
ان میں سے ہے۔ کیونکہ تو گلیلی بھی ہے۔ مگر وہ لعنت
کرنے اور قسم کھانے لگا۔ کہ میں اُس آدمی کو جسکا تم
ذکر کرتے ہو نہیں جانتا۔ مرقس ۱۴: ۶۶-۷۱۔
صلیب کے وقت سوائے یوحنا رسول کے اور کوئی
شاگرد حاضر نہ تھا۔ اور خداوند مسیح کے مصلوب ہوجانے
کے بعد دروازے اکثر یہودیوں کے ڈر سے بند کئے
رہتے تھے۔ یوحنا ۲۰: ۱۹ علاوہ ازیں وہ اپنے پرانے
کاروبار میں پھر مشغول ہوگئے تھے۔ یوحنا ۲۱۔
ایسے شخصوں سے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے
اور اُسکی صداقت پر اپنا خون بہاکر مہر کردینے کی توقع
رکھنا بالکل ناممکن اور قطعاً بے سود تھا۔ مگر جب ہم
رسولوں کے اعمال کا مطالعہ کرتے ہیں تو عقل ششدر اور
حیران ہوجاتی ہے۔ کیونکہ وہی بزدل اور ڈرپوک اشخاص
شیر ببر بنجاتے ہیں۔ جو نہ عوام سے ڈرتے ہیں اور نہ
مذہبی اور سرکاری مجالس اور کونسلوں کی کچھ پروا کرتے
ہیں۔ اگر انہوں نے خداوند مسیح کو جیسا ان کا دعویٰ تھا مردوں
میں سے زندہ نہیں دیکھا تھا تو اس غیر معمولی تبدیلی کی اور
کونسی وجہ ہوسکتی ہے۔

۴۔ بشارتی کام ۔ خداوند مسیح کی زندگی میں عالمگیر
بشارتی کام کا حکم اگرچہ تاکیدی نہ تھا وہ زیادہ تر اپنے
شاگردوں کو تعلیم اور تلقین کیا کرتے تھے۔ اور اگر
کبھی بشارتی کام پر چند شاگردوں کو روانہ بھی کیا تو اُن
کی خدمت کا دائرہ بہت محدود تھا۔ وہ صرف یہودیوں
ہی تبلیغی خدمت کو انجام دیا کرتے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ
مشن کا کام عالمگیر ہوگیا۔ ایسا کہ آج انجیل جلیل کے
مشنری اور مبشر دنیا کے ہر گوشہ اور ہر قوم میں خدمت
کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
اگر خداوند مسیح کو مردوں میں سے زندہ نہ مانا جائے
تو مشن کا کام بالکل لغو اور بے بنیاد ٹھہریگا۔ کیونکہ

یہ فرمان کہ تم تمام دنیا میں جاکر سب قوموں کو شاگرد
بناؤ اس وقت دیا گیا تھا جب وہ مُردوں میں سے
زندہ ہوچکا تھا۔ متی ۲۸: ۱۹۔

۵۔ یادگاری قائم ہے ۔ جس واقعہ کی یادگاری
قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اُس کی صحت و
صداقت پر کوئی عقلمند شک و شبہ نہیں کرسکتا۔ کیا
کوئی شخص حضرت امام حسین کی شہادت اور کربلا معلیٰ
کے واقعات اور راجہ رامچندر جی کی تکالیف سے انکار
کرسکتا ہے۔ جبکہ اہل اسلام اور اہل ہنود بڑی دردمندی
عرقریزی اور زرکثیر صرف کرکے سال بسال تعزیہ داری
اور رام لیلا کے رسوم کے ذریعہ سے اُن کی یاد تازہ
کرتے رہتے ہیں۔ اور کیا گیارھویں مہینے کے گیارھویں
دن کے گیارھویں گھنٹے پر حمد اور تعریف اور شکر گذاری
کی رسم ادا ہوتے ہوئے دیکھ کر یہ کہنا کہ دنیا میں کبھی
ایسی عظیم جنگ نہیں ہوئی بڑی حماقت نہ ہوگی؟ ہمارے
خیال میں ایسے واقعات جنکی یادگاری قائم رکھنے کی
کوشش کی جاتی ہے بڑی حقیقت رکھتے ہیں اور اگر
خداوند مسیح مُردوں میں سے زندہ نہیں ہوئے تو
ایسٹر کا تہوار اور اتوار کا دن بالکل مہمل اور بے معنی ہیں
یہاں تک ہم نے بیرونی واقعات اور شہادتوں
کو مدنظر رکھکر اس واقعہ کی چھان بین کی ہے۔ مگر اب
ہم ایک اندرونی شہادت بھی پیش کرتے ہیں۔ خداوند
مسیح کے زندہ ہوجانے کا بیان چاروں انجیل نویسوں
نے کیا ہے۔ اور اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہم یہ کہہ
سکتے ہیں کہ یا تو یہ واقعہ محض ایک گپ اور افسانہ ہے
اور یا یہ کہ یہ واقعہ تاریخی واقعہ ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر
ہے کہ اگر یہ واقعہ محض ایک گپ اور افسانہ ہے تو یا
تو چاروں شخصوں نے مل کے لکھا ہوگا یا چاروں
نے علیحدہ علیحدہ لکھا ہوگا۔ اب اگر اس واقعہ پر
غور کیا جائے تو اسکی عبارت میں جابجا نمایاں فرق
پایا جاتا ہے۔ جو ایک ساتھ مل کے لکھنے میں ممکن نہ تھا
اس لئے انہوں نے فرداً علیحدہ علیحدہ ہی لکھا
ہوگا۔ مگر علیحدہ علیحدہ لکھنے میں ایسی عجیب مطابقت

کا ہونا غیر ممکن تھا کیونکہ ایک ہی وقت میں چار مختلف
اشخاص کے دل میں ایک جیسا قصہ مرتب ہوجانا اور
پھر اُسکو ضابطہ تحریر میں لانا ایسی باتیں ہیں جو بلا کسی
بنیاد کے ہوجانا ناممکن بلکہ عقلاً محال ہیں۔ پس جیسا کہ
طرز تحریر سے ثابت ہے اس واقعہ کے بیان کرنے میں
فرق اور مطابقت اُسی قسم کی ہے جو عموماً کسی واقعہ کو
دیکھنے کے بعد اس کے بیان کرنے میں ہوجاتی ہے
اس لئے ان واقعات اور ان شہادتوں کی بنا پر
ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اپنے دعوے
میں سچے تھے۔ اور انہوں نے ضرور بالضرور خداوند مسیح
کو مُردوں میں سے زندہ دیکھا تھا اور اس کو واقعہ کی
صورت میں بیان کیا جس سے اُن کی زندگی اور کلام
میں نمایاں زور پیدا ہوگیا تھا۔ ہم اپنے اہل وطن کو
دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان واقعات پر غور فرمائیں
کیونکہ یہ واقعات درحقیقت ایک خاص اہمیت اور
بنیاد رکھتے ہیں۔

پادری سی۔ اے کلیم

این۔ ایم۔ ایس سالانہ کانفرنس

۲۹-۳۰ اپریل ۱۹۲۷ء بمقام کلارک آباد

پیشتر اطلاع دی گئی تھی کہ این۔ ایم۔ ایس کانفرنس
بمقام بیاس بتاریخ ۳۰ اپریل و پہلی مئی ۱۹۲۷ء کو ہوگی
لیکن چند ایک ضروری وجوہات کے باعث مقام و
تاریخ میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے۔ بجائے بیاس کے
کانفرنس کلارک آباد ہوگی۔ اور بجائے ۳۰ اپریل و
پہلی مئی کے کانفرنس بتاریخ ۲۹-۳۰ اپریل (جمعہ و
سنیچر) ۱۹۲۷ء کو ہوگی۔ ضروری و اہم سوالات درپیش
ہونگے جن کے لئے آپ کی مدد اور دعا کی ضرورت
ہے۔ مہربانی سے تشریف لادیں۔ جو آنے کا ارادہ رکھتے
ہیں مہربانی سے عارضی پروونشل سکریٹری این۔ ایم۔
ایس کو اطلاع دیں۔

(پادری) اے کے۔ این دینا ناتھ عارضی پروونشل سکریٹری
این۔ ایم۔ ایس۔ ہولی ٹرینیٹی چرچ۔ لاہور۔

فکرِ مسیحی و ذکرِ مسلم

ہم صرف مسیحی ہیں۔ ہند کی تمام اقوام ہماری نظر میں مساوی درجہ رکھتی ہیں۔ اُن سے ہمارے تعلقات اُن کے مذہبی جذبات کے موافق ہیں۔ ہند کے مسلم بھی ہند کی باوقار قوم ہیں۔ ان سے بھی ہمارے درست تعلقات ہونا چاہئے۔ مسلم اور مسیحی تعلقات کے متعلق ہمارے ایک معزز نامہ نگار کا مندرجہ ذیل مضمون قابلِ غور ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اس پر غور فرمائینگے۔ ایڈیٹر

حصہ اوّل

(۱)

سنینِ حاضرہ میں یہ مبارک تحریک نہایت شدت کے ساتھ تمام دنیائے مسیحیت میں رونما ہو رہی ہے کہ اب تک جماعت مسیحیہ نے امتِ محمدیہ کو خداوند یسوع مسیح کی نجات بخش بشارت دینے کا کام تندہی تنظیم اور ترتیب کے ساتھ انجام دینے میں افسوسناک فروگذاشت کی ہے جسکا خمیازہ جو مسیحی جماعت کو بھگتنا پڑا وہ حیطۂ تحریر و حدِ بیان سے باہر ہے۔ اور اگر اہلِ اسلام کو باقاعدہ نظام و نسق کے ماتحت پیغامِ بشارت پہنچانے میں آئندہ تساہل سے کام لیا گیا تو دنیا میں کلیسیائے جامع کا وجود جامع و مکمل نہیں ہو سکیگا۔

(۲)

اب جبکہ یہ تحریک روز افزوں شدت کے ساتھ میدانِ ترقی میں لمبے قدم اُٹھائے بڑھی چلی جارہی ہے خاص اعداد و شمار کی فراہمی۔ حالات و واقعات کی واقفیت۔ قولی مخالفہ اور ذرائع معاونہ کے علم اور مالی سرمایہ اور سرگرم کارندوں کی تحقیق و تعلیم کے لئے خاص انجمنیں وجود میں آچکی ہیں۔ ہم ہندوستانی کلیسیا کو بھی اس فرض سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو خداوند مسیح نے تمام قوموں میں انجیل کی منادی کرنے کا حکم دے کر شاگردوں پر ڈال دیا ہے۔ وطنی اور غیر ملکی مسیحی بشارتی انجمنوں کو اس مسئلہ پر غور و خوض کرنا اور اس خدمتِ مبارک میں اپنا حصہ رسدی ادا کرنے کے لئے مستعد و تیار ہو جانا چاہئے۔ اور ہم یہ بھی اعتماد رکھتے ہیں کہ مسیح کے وہ بندے جو ہندوستان میں خدا کی سلطنت کو توسیع دینے کے لئے کچھ نہ کچھ درد اپنے دلوں میں رکھتے ہیں ہر ممکن وسیلہ سے اس کارِ خیر میں معاونت و شراکت کرینگے۔

(۳)

مگر ہم عین وقت پر خطرہ کا الارم بجا دینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہم اپنے تئیں دھوکا دیتے اور دوسروں کو غلطی میں مبتلا رکھنے کے قصوروار ہونگے تقاضائے عدل و انصاف یہ ہے کہ کوئی شخص جو اہلِ اسلام کو مسیح کے نام سے واقف کرنا اور اُنہیں مسیحی کلیسیا میں شامل کرنے کا متمنی و ساعی ہو اُسے سب سے اوّل مسلمانوں کے علم الٰہیات۔ قرآن و احادیث۔ فقہ وغیرہ اور علم التواریخ و التسیر مثلاً الغزالی سے مسلمان صوفیوں کی سوانح حیات و تحریرات سے واقف ہونے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ بائبل اور مسیحی علم دین سے اور اس غرض کے لئے عربی و فارسی زبانوں کا سیکھنا لازم ہے۔

(۴)

مگر اس سے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں سب سے بڑھکر نہایت ضرورت اس امر کی ہے کہ اہلِ اسلام کی ذہنیت۔ تربیت۔ تہذیب اور جذبات کا خاص لحاظ اور احترام کیا جائے۔ ورنہ فائدہ کی بجائے نقصان ہونے کا زیادہ احتمال ہے اور اسے ہم خطرہ کہتے اور اس لئے خطرہ کا الارم بجانا اپنا فرض اور کلیسیائے جامع کی بہبودی تصور کرتے ہیں۔

(۵)

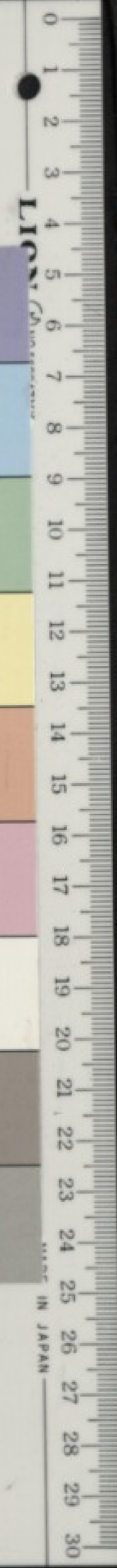
اس میں کوئی شک نہیں کہ تواریخ کے اکثر صفحات اس خونریز جنگ و جدال اور تشدد و قتال سے اٹے ہوئے ہیں۔ جن میں حروب صلیبیہ کی داستان جگرسوز اور بیان اندوہگیں کی تیرہ و تاریک یادگار موجود ہے۔ ان ہی ملکی اور سیاسی جنگوں نے مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان جن میں کسی فریق کو بے قصور قرار دینا شانِ مسیحیت کے منافی ہے ایک وسیع مذہبی اور تمدنی منافرت و مخالفت کی خلیج حائل کردی ہے اور اب بعض مسیحی حضرات ہی مسیح کے نمونہ کی پیروی کرتے ہیں اور نہ ہی برادران اہلِ اسلام ہی اسوۂ آنحضرت پر نظر ڈالتے ہیں۔

(۶)

پھر جب ہم ہندوستان میں مسیحی کلیسیا کی تواریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ دونوں فریق کے درمیان حروبِ آہنی سے تو نہیں مگر شمشیرِ تحریر و خنجرِ تصنیف سے گذشتہ صدی میں بھاری جنگ و جدال ہوتا رہا ہے۔ یہ بھی ایک دیانتدارانہ فیصلہ ہے کہ ہر دو فریق نے ادائیگی فرائض سے وحمایت عقائد میں محض مذہبی حمیت اور غیرت سے وہ ظالمانہ کام کیا ہے کہ آج دونوں قوموں کا مکالمہ و مصافحہ ایک گناہ کبیرہ متصور ہونے لگا ہے اور ہمارے مسیحی اور مسلم برادران کی ذہنیت یہاں تک بگڑ چکی ہے کہ وہ سارے عالم کی ساری قوموں کے ساتھ مل کر رہ سکتے ہیں مگر ان کا آپس میں مل بیٹھنا ناممکنات سے ہوگیا ہے اور یہ منافرت و مخالفت بہت کچھ دونوں فریق کی جانب سے چند زہر آلود اور دلآزار تصانیف و تحاریر کا نتیجہ ہے ہم اس اجمال کی تفصیل بتانے سے بوجوہ چند معذور ہیں۔

(۷)

اب بھی مسیحیت کے بعض نادان دوست یہ سمجھے ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے دور ہی رہنا چاہئے اور بعض خود غرض اور سیاسی دماغ اقوام اس غلط فہمی اور شکر رنجی سے فائدہ اُٹھانے کی بیجا کوشش کرتی ہیں۔ وہ اکثر صلیبی جنگوں ملکی لڑائیوں اور سیاسی تفرقوں کی مبالغہ آمیز باتیں اور مغالطہ دہ داستانیں شائع کرکے ان دونوں قوموں میں مذہبی جنگ کرا دینے اور اپنے فوائد حاصل کرنے کی مکروہ کوشش کرتے ہیں اور مسیحیوں کو مسلموں اور مسلموں کو مسیحیوں کے



خلاف آلۂ کار بنانے کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں اُسے بھی ہم بر بنائے مصلحت پردۂ راز ہی میں رکھنا ضروری گردانتے ہیں۔

(۸)

مگر جو مسیح کے سچے پرستار ہیں وہ روح وراستی سے ملبس اور غلط فہمی۔ بدظنی۔ گمراہ کن دوستوں کی ترغیب و ترہیب سے باز رہ کر صرف مسیح کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرینگے۔ اور منتقمانہ رُوح کو مسیحیت کی دشمن سمجھکر ترک کر دینگے۔ کیونکہ "ہمیں کسی سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے"۔ دور اندیشی۔ معاملہ شناسی۔ موقعہ شناسی معاملہ فہمی اور کشادہ دلی سے محروم اصحاب خواہ کچھ کہتے چلے جائیں۔ لیکن مشنری صاحبان جنہیں تبلیغی میدان میں کئی صدیوں کا تجربہ ہے۔ لفظاً و معناً ہمارے دعاوی مندرجہ صدر کے مصدق۔ مؤید اور حامی ہیں جن کے سامنے ہماری تبلیغی جد و جہد اور تجربہ طفل مکتب کے لہو ولعب سے بڑھکر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

(باقی آئندہ) ایک مسیحی

چالیس برس بعد تہ خانہ میں زندگی

یورال کے پہاڑوں کے ایک دور افتادہ گوشہ میں کچھ لوگ رہتے ہیں جنہیں زمین دوز کہا جاتا ہے۔ اس فرقہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا کے مصائب اور زندگی کی الجھنیں اس قدر سخت اور تکلیف دہ کہ چالیس برس کی عمر کے بعد انسان اُن کا مقابلہ نہیں کرتا۔ چنانچہ ان میں سے جو شخص چالیس برس کا ہو جاتا ہے اسے خاص رسوم کی ادائگی کے بعد مرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ عورت ہو یا مرد جہاں چالیس برس کا ہُوا اس کے گرد لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ شمع روشن کرتے ہیں۔ یاس انگیز رقت آمیز نوحے گاتے ہوئے اُسے اُس کے مکان کے تہ خانے میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد چالیس برس کم عمر کے تمام افراد واپس آجاتے اور بیکار شخص کی علیحدگی پر جلسہ کرتے ہیں جس وقت عورت یا مرد کو تہ خانہ میں چھوڑ آتے ہیں اُسے پھر سورج کی روشنی دیکھنی نصیب

[illegible] (انقلاب [illegible])

خفیہ شاگرد

گذشتہ سے پیوستہ

(۱) خداوند مسیح کی مصاحبت سے محروم

اول تو نقودیمس اور یوسف ارمتیہ مسیح خداوند کی مصاحبت کے شرف سے محروم رہے۔ باقی شاگرد حضور کے ساتھ جگہ بہ جگہ جاتے اُن کی آنکھیں اُس کی پرمحبت اور شفقت آمیز کاموں کا آپ مشاہدہ کرتیں۔ اُن کے کان اس کلامِ حلاوت کی جرأت افزا تعلیم و تدریس سے لطف اندوز ہوتے۔ لیکن آہ! نقودیمس اور یوسف کو اُس کی قربت میں رہنے کے بہت ہی شاذ موقعے نصیب ہوئے۔ اور جو کچھ اُسکی نسبت اُن کا مبلغ علم تھا سو زیادہ تر ادھر اُدھر کی سنی سنائی باتوں پر مبنی تھا۔ وہ یہیں تک اُسکی شاگردی کا دم بھرتے تھے کہ اس کے بے داغ چال چلن کے بڑے مداح ہوں اور اُس کی مقدس تعلیم کو برحق سمجھیں مگر جس خاص بات کی اُن میں کمی تھی وہ آنخداوند کی شخصی رفاقت اور دوستی کی زندگی بخش تاثیر تھی کہ جس سے وہی کچھ متشرف ہو سکتے تھے جو اپنا سب کچھ ترک کرکے اس کے پیچھے ہو لیتے۔ اور یہی حال آجکل بھی ہے مسیح خداوند اُن کو جو اُن کے سچے شاگرد ہیں اپنی قریب ترین رفاقت سے مستفیض کرنے کو تو ہر وقت تیار ہے۔ لیکن وہ جو محض اس کے خفیہ شاگرد ہیں اس استحقاق سے مستثنیٰ ہیں۔ اگر ہمارے ناظرین میں سے بھی بعض اسی جماعت سے علاقہ رکھتے ہوں تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مسیح پاک کی کامل متابعت سے عمداً گریز کر رہے ہیں۔ اُس کا قول ہے "کہ جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔۔۔ اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے میرے لائق نہیں"۔ (متی ۱۰: ۳۷-۳۸) سو اس صورت میں مسیح کے ساتھ آپ کی پوری رفاقت ہو نہیں سکتی۔ اور یاد رہے کہ آپ اُس کی دوستی کا حق کھو رہے ہیں۔ اگر آپ مسیح کی عزت اور احترام اسی لئے کرتے ہیں کہ آپ کے خیال میں وہ ایک قابل تقلید اُستاد ہے تو ناممکن ہے کہ دور ہی سے اس کی پیروی کرکے آپ کا اطمینان خاطر ہو جائے۔ بخلاف اس کے آپ نہ صرف اُسکی تعلیم ہی سے بلکہ خود اُسکی ذات مبارک سے واقفیت تامہ حاصل کرنے کے لئے اُسکی نزدیکی ڈھونڈنے کے متمنی ہونگے۔ کچھ برس ہوئے مجھے ایک جاپانی سے ملنے کا اتفاق ہُوا جسکی آبائی عقائد کے مطابق کہ جن میں بت پرستی بھی ایک لازمی جزوِ عبادت ہے۔ مذہبی نشو و نما اور تربیت ہوئی تھی۔ جو تعلیم اُس نے پائی تھی اُس سے آزمایش ہائے دنیوی پر غالب آنے میں اُسے کچھ مدد نہ ملتی تھی۔ اسی لئے وہ اپنے مذہب سے سخت متنفر اور بیزار ہو چکا تھا کہ آخرش مسیح کی ذات الٰہی صفات میں اُسے حسب منشاء اور دوست مل گیا۔ لیکن مسیح کی پیروی کے علانیہ اقرار کا فوری نتیجہ یہ ہُوا کہ اس کے احباب نے مارے تعصب کے اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ چنانچہ اُس کا حقہ پانی بند ہو گیا۔ پُرانے ساتھیوں نے آنکھیں پھیر لیں اور اس سے کترانے لگے۔ عوام کی طرف سے سر بازار اُس پر لعنت و پھٹکار ہونے لگی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ گھر سے نکال دیا گیا اور آخرکار اپنی خاندانی وراثت اور دنیاوی جاہ و مراتب سے بھی اُسے ہاتھ دھونے پڑے۔ تس پہ بھی اس انتہا درجہ کے صبر آزما تجربہ میں خداوند یسوع کی حضوری اور رفاقت اس کے لئے موجب صد تسکین اور باعث اطمینان ثابت ہوئیں اور اس نے اُسکی قربت کو اسوقت اتنا محسوس کیا کہ پیشتر ازیں کبھی نہ کیا تھا۔ ناظرین! کیا اُسکی اس صبر و برداشت کی قیمت وصول نہ ہوئی؟

اگر ہم نہایت عاجزی اور ادب کے ساتھ اس روحانی دوست کی تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوں اور اُس کے حکم کے مطابق اُسکی پیروی کا کامل اور علانیہ اقرار نہ کریں تو ہماری اُس کے ساتھ حقیقی اور سچی رفاقت

رفاقت ہونی ناممکن ہے۔" اُس نے فرمایا کہ "جو کوئی اس زناکار اور خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائیگا۔ ابنِ آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئیگا تو اُس سے شرمائیگا" (مرقس ۸: ۳۸) سو اگر آپ بھی ایک خفیہ شاگرد ہیں تو آپ یقین جانئے کہ آپ مطلقاً اس کے شاگرد نہیں۔ کیونکہ خداوند مسیح کی عائد کردہ شرائط شاگردی میں سے ایک نہایت ہی اہم شرط کو ماننے سے آپ پس و پیش کر رہے ہیں۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ آپ کتنے گھاٹے میں ہیں۔

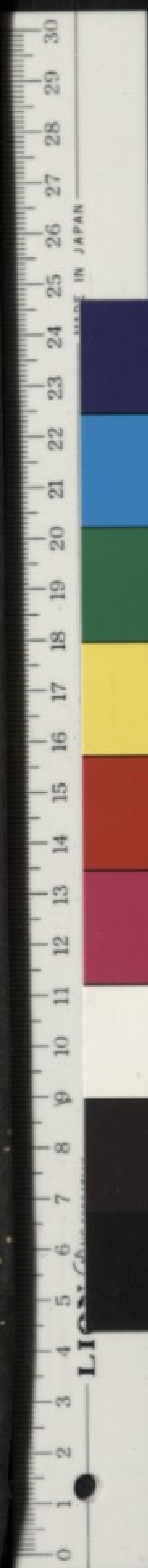
(۲) مسیحی جماعت کے ساتھ باہمی رفاقت سے محروم

نقودیمس اور یوسف ارمتیہ کی خفیہ شاگردی کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اُن پر اُن لوگوں کے ساتھ جو مسیح کے سچے پیرو تھے۔ باہمی رفاقت کا دروازہ ہمیشہ بند رہا۔ حالانکہ فطرتِ انسانی کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان اپنے ہمخیالوں کی صحبت تلاش کرتا ہے اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے نہ صرف تکمیل مقصد ہی میں بلکہ حضرتِ انسان کی ان اعلیٰ و افضل صفات کو جو مستور اور پوشیدہ چلی آتی ہیں بے نقاب کرنے میں بھی اصول مشارکت ایک کارگر چیز ثابت ہوا ہے۔ اور بالخصوص مذہب کے باب میں خدا کی جستجو اور تلاش کرنے والے لوگوں کا رجحان بھی ہمیشہ جماعت پسندانہ رہا ہے۔ کیونکہ اس طرح انہیں ایک دوسرے سے بڑی امداد اور تسلی ملتی ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے رستے بیراگی بھی آشرموں میں اکٹھے رہتے اور مختلف پنتھوں سے تعلق رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ نہ کچھ باہمی رفاقت کا حظ بھی اُٹھاتے ہیں۔ لیکن ان پر جو خداوند مسیح کے پیرو ہیں نہایت ہی اہم وجوہ کی بنا پر یہ واجب و لازم ہے کہ وہ کہیں اس اصول پکاربند ہوں۔ اُس نے خود اُن کے لئے جہاں دو یا تین اُس کے نام پر اکٹھے ہوں ایک خاص برکت کا وعدہ فرمایا ہے (متی ۱۸: ۲۰) اور اپنے شاگردوں کو باصرار تاکید کی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔ (یوحنا ۱۵: ۱۲) اُس نے اپنی مصلوبیت سے کچھ ہی پہلے اپنے شاگردوں کے حق میں دعا فرمائی کہ وہ سب ایک ہوں (یوحنا ۱۷: ۲۱) اور اُس نے ایک جماعت یعنے کلیسیا کی بنا ڈالی کہ اُس کے شاگرد یکجا مجتمع ہوکر فریضۂ بشارت ادا کریں اور بنی نوع انسان کی خاطر اُسکی عظیم قربانی کی مبارک خبر زمین کے گوشہ گوشہ تک لے جائیں۔ اب اگر ہم اس جماعت سے بیگانہ اور اُن سے جو مسیح اُستاد کے شاگرد ہیں پرے پرے رہتے ہیں تو ہم اس کے فرامین کی اور ان اصول ہائے زرّین کی جو اُس نے اپنے پیرؤں کے سامنے رکھے خلاف ورزی کرتے ہیں یہ سچ ہے کہ بعض اوقات چند نالائق شرکا ہی کلیسیا یا وہ نام کے مسیحی جو در اصل قولاً و فعلاً مسیحی نہیں ہوتے اپنے افعالِ قبیحہ اور حرکاتِ شنیعہ سے اس جماعت کے لئے باعث تذلیل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اگرچہ یہ جماعت چند ایک وجوہات سے جو انسانی فطرت کی کمزوری اور معصیت سے تب پیدا ہوتی ہیں جب مسیح خداوند کی روح اور قدرت کا اُس پر کامل غلبہ یا اختیار نہیں ہوتا آجکل منقسم نظر آتی ہے۔ تاہم یہ اسباب ہمیں اس جماعت کی شرکت کرنے اور بعد و مسیح اُسے پاکیزگی اور کاملیت کے اس بلند معیار تک لانے میں جو خداوند نے اپنی کلیسیا کے لئے مقرر کیا ادائے فرض سے سبکدوش نہیں کر دیتے۔ مسیح کے اُن شاگردوں کو جو ملکِ ہند میں پائے جاتے ہیں چاہیے کہ بوسیلۂ دُعا اور خدمت ان اچھے دنوں کے لئے چشم براہ رہیں۔ جب کل ہندوستان کے لئے دیگر ممالک کی کلیساؤں کے ساتھ روحانی رفاقت رکھتی ہوئی ایک ہندوستانی طور وطرز کی کلیسیا معرضِ وجود میں آجائیگی وہ مسیحی برادر۔ ان جنہیں کچھ سابقہ تجربہ ہے ہمارے اس بیان کی تصدیق کر سکینگے۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت رکھنے سے ہمیں کس قدر روحانی تقویت اور مدد ملتی ہے اور ہم اس باہمی یگانگت سے خداوند مسیح کے بھی کس قدر نزدیک کھچے جاتے ہیں۔ آہ! اس نظارہ سے بھلا اور کونسا نظارہ زیادہ روح افزا اور جان پرور ہو سکتا ہے کہ ایک اجتماع عظیم میں پیروانِ مسیح کی ایک ایسی بڑی تعداد شامل ہو جنکی قوم و قومیت مختلف۔ زبانیں مختلف خد و خال مختلف۔ رنگ ڈھنگ مختلف ہوں اور جو کلیسیا کے مختلف فرقوں سے شراکت رکھتے ہوئے بھی اپنے منجی۔ اپنے مولا۔ اپنے مشفق کی خدمت گزاری میں ہم آہنگی اور یکدلی سے مصروفِ خدمت ہوں اور سچ پوچھو تو یہ اس مبارک ترین وقت کی ایک ہلکی سی جھلک ہے جو ایک روز آنیوالا ہے۔ جب ہر ایک قوم اور قبیلے اور اُمّت اور اہل زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا (مکاشفہ ۷: ۹) اپنے خداوند اور منجی کے تخت کے سامنے کھڑی ہوگی اور متحد ہوکر اُسکی جس نے اُسے گناہ کی کڑی زنجیروں سے خلاصی بخشی تمجید اور پرستش کریگی۔ (باقی باقی)

(ترجمہ) الیف۔ ایم۔ نجم الدین۔

باشندگان امریکہ کی اقتصادی حالت

نیویارک کے اخبار "بیچ ریویو" نے شعبۂ مالیہ تحقیقات اقتصاد کے ایک مضمون سے بعض اعداد و شمار نقل کئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں امریکہ کی کل آمدنی نوے ارب ڈالر یعنی چودہ ارب پونڈ تھی کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل کسی سال اتنی آمدنی نہیں ہوئی ۱۹۲۱ء میں جبکہ اس میں لگنے والی اجناس و اشیا کی قیمت اوسطاً زیادہ تھی۔ امریکہ کی سالانہ آمدنی میں چالیس فیصدی کا اضافہ ہوا تھا۔ موجودہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ نئی نئی ایجادات اور انتظامی منصوبوں کے باعث ہر باشندۂ امریکہ اقتصادی بہبودی کی جانب تیز قدمی کے ساتھ رواں ہے۔ امریکہ میں شخص کو اپنی قوت لایموت کے لئے جد و جہد نہیں کرنی پڑتی۔ کہا جاتا ہے کہ ۴ کروڑ چھیالیس لاکھ باشندگان کو محنت کرنا پڑتی ہے۔ ان اعداد





انتشار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۷ء کے دوران میں امریکہ کے کاروباری باشندوں کی اوسط آمدنی فی کس دو ہزار ڈالر یعنی چار سو پونڈ تھی - یہ اوسط ہے اور بعض اشخاص کی آمدنی میں دوسرے حصہ دار بھی شریک ہیں۔ اگر ۱۹۱۳ء کی قیمت ہائے خرید کو پیش نظر رکھا جائے تو کہا جائیگا کہ ۱۹۲۶ء میں ۱۹۱۸ء کی بہ نسبت ہر شخص کی آمدنی میں ایک چوتھائی کا اضافہ ہوگیا ہے - اور ۱۹۰۰ء کی بہ نسبت ۴۴ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔

(انقلاب سنڈے ایڈیشن)

شدھی

ہندو آریہ اخبارات میں شدھی کے متعلق جو خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں وہ خواہ سچی ہوں یا جھوٹی ایڈیٹر ان سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ اگر شدھی کے متعلق ایسی خبریں شائع ہوتی رہیں تو ۱۹۲۷ء سے پیشتر ہی تمام ہندوستان ہندو آریہ ثابت کر دیا جائیگا۔ مسیحی مسلم - اچھوتوں کی ہستی سن مذکور سے پیشتر ہی ہندوستان سے مٹا کر دکھا دی جائیگی تازہ خبریں ذیل میں ملاحظہ ہوں - ایڈیٹر

ہمعصر پرکاش راوی ہے کہ جھانسی میں دو ہزار مہتروں کی شدھی (ہوئی) گذشتہ ایام میں مسلمان اور عیسائیوں کی کوششوں سے ضلع جھانسی میں دو ہزار مہتر اپنے دھرم سے پتت ہو گئے تھے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ تمام کے تمام مہتر ہندو دھرم میں واپس آ گئے ہیں۔ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء۔

آریہ گزٹ لاہور راوی ہے کہ ہندو مشن کلکتہ نے تھوڑے سے عرصہ کے اندر آسام اور بنگال کے مختلف حصہ جات میں ۵۴ ہزار غیر ہندوؤں کو شدھ کیا ہے۔ مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۷ء

پھر لکھتا ہے کہ وادی آسام میں فروری کے آخری ہفتہ میں ۷۰ عیسائیوں کو شدھ کیا گیا ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ اس بات کا بندوبست کیا جا رہا ہے کہ ضلع بوگرا (بنگال) کے عیسائیوں کو شدھ کیا جائے۔ چنانچہ پانچ ہزار عیسائیوں کی شدھی کے انتظامات ہو چکے ہیں۔ - ایضاً۔

آریہ صاحبان جن وسائل سے شدھی کا کام کرتے ہیں

اس کی بابت گرک بندھ لکھنؤ لکھتا ہے۔

آجکل آریہ سماجیوں نے اچھوت جاتیوں میں کام کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے اور ہر طریقے سے جائز ہو یا ناجائز صحیح ہو یا غلط اپنے اس کام میں کامیابی کی تعریف شائع کرنا شروع کی ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جس دن وہ مسلمان یا عیسائیوں کو شدھ کرنے کی خبریں اخبار میں درج نہ کرائیں۔ انہوں نے اپنے اس کام میں زمینداروں کو اپنے ساتھ کیا ہے۔ اور عیسائیوں کے تبلیغی کام کو روکنے کے لئے زمینداروں کو سکھانا اور بہکانا شروع کیا ہے۔ ایک اور طریقہ جس کا وہ استعمال کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ سیدھے سادے لوگوں کو سبز باغ دکھا کر ان کی محبت اور دلچسپی حاصل کر رہے ہیں۔ ان لوگوں سے بے بنیاد وعدہ اور فضول کے حقوق کا زبانی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یہ بیچارے فوراً یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ لوگ واقعی ہم سے محبت رکھتے اور ہماری بہتری کے خواہاں ہیں۔ دراصل ان اچھوت لوگوں سے اُن کو نہ ہمدردی ہے نہ اُن کی بہتری کے یہ لوگ کوشاں یا خواہشمند ہیں۔ اُن کا مقصد خود غرضانہ اور ملکی ہے نہ کہ مذہبی۔ سوراج کے لئے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اچھوت لوگوں کا اُدھار لازمی ہے اور چونکہ سوراج کے خلاف وہ حکومت برطانیہ کو تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا مسیحی مذہب کی مخالفت کرنا بھی وہ اپنے پروگرام کا لازمی جز خیال کرتے ہیں حال ہی میں انہوں نے دہلی کے مہتروں کو اُبھارا اور اُن کو والمیکی نام دیکر گویا اُن کی اصلی ذات کو چھپانا فرض سمجھا۔ بہتر تو یہ تھا کہ وہ ان کے پیشے سے بھی اُن کو علیحدہ کر دیتے۔ اور اُن کے بجائے خود اس کام کو آپس میں تقسیم کر لیتے۔ تب تو برابری کا دم بھرنا خوب ہوتا اور سچ مچ وخالص دل سے اُن کو بھائی کہہ سکتے تھے۔ مگر محض نام کے تبدیل کرنے سے اُن کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

مورتی پوجا کیونکر شروع ہوئی

سوامی سچدانند نے بیان دیگر بہت اتر بیتی سے اور میٹھے وچنوں سے سدھ کیا کہ پہلے سنسار بھر میں ایک برہم کی پوجا تھی۔ پھر دراٹ برہم کی اپاسنا شروع ہوئی اور لوگوں نے دراٹ ایشور کے انگ سورج چندر آدمی دو یہ شکتیوں کی مورتیاں گھر میں رکھنا شروع کیں۔ لیکن اتی کسی چیز کی اچھی نہیں ہوتی پھر اتی بھگتی میں آکر ان مورتیوں کی پوجا شروع کر دی۔ پھر مہاتما بدھ کے بعد اتی بھگتی میں لوگوں نے مورتیاں بنائیں اور اس طرح ہر ایک مہاپرش کی پہلے مورتی رکھنی شروع کی۔ اور پھر پوجا بھی شروع ہو گئی۔ لیکن اس اتی بھگتی سے جاتی اس برہم سے بے مکھ ہو کر بہت گر گئی۔ اسکو اب چھوڑنا چاہئے۔ (پرکاش لاہور۔ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

خبریں

ڈاکٹر بیلی پرشاد ناروال تبدیل ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر ولیم جان جو ہمارے ماسٹر الٰہی بخش کے داماد تھے اور جنہوں نے ۱۵ سال ننروں میں کام کیا تھا ۵ مارچ میں ناروال میں فوت ہو گئے۔ ۔ ۔ ان کی والدہ مکرمہ ابتک زندہ ہیں۔ اور اُن کا فرزند ارجمند داغ مفارقت دے گئے خداوند کریم اُن کے پسماندگان کو صبر دے۔

ڈاکٹر جہاں خاں انچارج مرک ہسپتال کا فرزند جگر بند عبد الحکیم عمر سولہ سالہ بیماری پلورسی میں مبتلا ہے۔ آج ڈاکٹر جے۔ اے مارٹن صاحب اپریشن کرنے کیلئے مرک تشریف لے گئے ہیں خداوند

کریم اس جوان کو صحت کامل عطا کرے۔

مسز نیل صاحبہ جو کہ دسمبر ۱۹۲۵ء سے دنیا کی سیر کو تشریف لے گئی ہیں سنا ہے کہ ماہ اپریل میں بنوں میں واپس تشریف لائینگی۔

ڈاکٹر جی میتھیوز صاحبہ جو کہ ملیں رہتی ہیں ایبٹ آباد آب و ہوا کی تبدیل کے لئے تشریف لے گئی ہیں۔

غزل

از قلم جیس دیال۔ نثار دہلوی

ملی ہے جب ہم کو راہ جنت سوال باقی رہا ہے پھر کیا ۔۔۔ ہوا ہے پورا خیال افضل خیال باقی رہا ہے پھر کیا
لگایا شیطاں نے تھا جو کھٹکا مسیح نے مارا ایک جھٹکا ۔۔۔ صلیب پر وہ جب ایسے دے ٹیکا کمال باقی رہا ہے پھر کیا
تھیا لحد میں ہماری خاطر چڑھا فلک پر ہماری خاطر ۔۔۔ عروج باقی رہا ہے پھر گیا زوال باقی رہا ہے پھر کیا
گنہ کے کانٹے وبال جاں تھے مگر کرم کی نظر سے ہم نے ۔۔۔ لئے گناہوں کے خار سر پر وبال باقی رہا ہے پھر کیا
اگر ہے دیکھا بچشم ایماں مسیح یسوع کو اک نظر سے ۔۔۔ تو عاصیو یہ بتاؤ رب کا وصال باقی رہا ہے پھر کیا
ہیں فقنے شیدا ئی حسن سارے پھریں بھٹکتے مگر جو جس نے ۔۔۔ جمال ابن خدا کو دیکھا جمال باقی رہا ہے پھر کیا
غموں سے دل کیوں ہوا ہے چور انہیں غم کلوری ادھورا ۔۔۔ نجات کا کام ہوا ہے پورا ملال باقی رہا ہے پھر کیا

نثار بیمار تھا تو جس کا ہوا ہے تجھ کو وصال اس کا ۔۔۔ رہا ہے ارمان آور کیا۔ اعتلال باقی رہا ہے پھر کیا

کہ ایسے علاقوں میں جہاں ٹڈیوں نے انڈے دیئے ہوں اور ان سے بچے نکل رہے ہوں۔ تلیر کا شکار نہیں ہونا چاہئے جب فصلیں فراہم ہو جکینگی اور نئی ٹڈیوں کو کسی جگہ پناہ نہیں ملیگی تو تلیر انہیں خوب کھا لینگے۔ اور اس طرح اس وبا کے استیصال میں مدد دینگے۔

شکر ہے کہ مارچ کا مہینہ بخیریت گذر گیا۔ مارچ ۱۹۱۲ء کے مہینہ میں ڈاکٹر ٹی۔ ایل پینل صاحب اور ڈاکٹر ڈبلیو ایچ بارنٹ صاحب اس جہان فانی سے کوچ کر گئے تھے۔ اس لئے یہ مہینہ ہمیشہ ان صاحبان کی یاد کراتا رہتا ہے۔

مشن ریڈنگ روم ۳ بجے سے چھ بجے شام تک کھلا رہتا ہے۔

عیسائی چھوٹے بچوں کے لئے بنوں احاطہ مشن میں خاص تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ خدا اس کام کو زیادہ ترقی دیوے۔

گرمی آگئی ہے۔ مسلمانوں کے روزے ختم ہو گئے ہیں۔ عید بھی خیر سے گذر گئی ہے۔

شہر میں دھوم دھام ہے کہ پوندہ۔ وزیر یوسف والے ملک ہند سے واپس آرہے ہیں۔ اور اپنے وطن مالوفہ کو جا رہے ہیں۔

ہندو لوگ ہردوار پر بکثرت جا رہے ہیں۔ خیر سے واپس آویں۔

آپ کا تابعدار مولچند کھورانہ پنشنر بنوں

کلکتہ میں ایک نسیم انگریز اس جرم میں گرفتار ہوا کہ وہ گورنر بنگال کی گاڑی میں جو سیالدہ سٹیشن پر کھڑی تھی سو گیا۔ یہ بظاہر پہرہ دار معلوم ہوتا تھا اس نے

اپنا نام بادشاہ ہند و ویلز بتایا۔

لندن ۱۱ اپریل۔ سوویٹ روس نے چینی نمائندہ کو اطلاع دی ہے کہ اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ روسی سفارتگاہ پر چھاپہ مارے جانے اور تلاشی لئے جانے کے پروٹسٹ میں روسی سفیر کو پیکن سے ہٹا لیا جائے۔ روس کے فوجی اتاچی کے مکان پر حملہ کرنے کی بابت خاص غصہ کا اظہار کیا گیا۔

مطالبہ کیا گیا ہے کہ روسی سفارتگاہ کو خالی کیا جائے اور جن آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے فوراً رہا کیا جائے۔ اور جو کاغذات پکڑے گئے ہیں واپس دیئے جائیں اور کہا ہے کہ پیکن گورنمنٹ دوسری امپیریل گورنمنٹوں کا آلہ کار بن رہی ہے۔

(بندے ماترم)

ٹڈی دل کا مقابلہ
تلیروں کی حفاظت کی ضرورت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

تلیر عنقریب نقل مکانی کر کے پنجاب میں آنے والے ہیں اور ٹڈی دل کی آئندہ نسل بھی جو حال ہی میں پنجاب میں نمودار ہوئی ہے بچے نکال رہی ہے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تلیر ٹڈیوں کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ اس لئے عوام کی توجہ اس طرف دلائی جاتی ہے

ڈوگلس موٹر ورکس واقع کنگس ووڈ (برسٹل) میں آگ لگ جانے سے عظیم الشان دکانیں جل گئیں جن میں سے صرف جھلسی ہوئی دیواریں اور خمیدہ آہنی شہتیر باقی رہ گئے ہیں۔ نقصان کا مجموعی اندازہ دو لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔ چار ہزار موٹر سائیکل جلکر تباہ ہو گئے۔ جب خطرہ کی گھنٹی بجی تو ایک ہزار سے زیادہ ملازمین کارخانہ میں کام کر رہے تھے۔ تین جانیں تلف ہوئیں۔ سینکڑوں اشخاص عارضی طور پر بیکار ہو گئے۔ (زمیندار)

ضرورت

ایک کمپونڈری پاس اور تجربہ کار خاتون کی شیخوپورہ ہسپتال میں ضرورت ہے جو کئی سال تک سول ہسپتالوں میں کام کر چکی ہو۔ نقول اسناد کے ساتھ ۲۰ اپریل ۱۹۲۶ء سے پیشتر معرفت لیڈی ڈاکٹر فیمیل ہسپتال شیخوپورہ درخواستوں کو جلد روانہ کیا جائے۔

ایل۔ اے۔ سکاٹ۔
لیڈی ڈاکٹر فیمیل ہسپتال شیخوپورہ پنجاب

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔





بات کی خواہش ظاہر کرتا ہوا کہ مسیح میرا نجات دینے والا مجھے قبول کرے۔ ایک زندہ پیغام کو جو کہ یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت میں مندرج ہے حاصل کر کے میں جو پہلے واقعی مردہ تھا زندہ ہوا۔ جب زندگی آئی تو آنکھیں کھُلیں۔ خدا کی مہربانیوں اور خداوند مسیح کی ان تکلیفات کا نقشہ میرے سامنے میری آنکھوں کا تارہ بن گیا۔ مسیح کے وہ نشان مجھے دکھائی دیئے جو اُس نے سچ مچ میرے لئے صلیبی موت پر کھائے تھے۔ اور میں نے اُس پُر محبت درد کو خود محسوس کیا کہ سچ مچ مسیح نے میری خاطر دکھ سہا۔ دل خوشی سے بھر گیا۔ دعا مانگ کر روزانہ باپ سے ملاقات کرنی شروع کی۔ اور اس بات کی خواہش کی کہ خداوند مسیح کی خدمت کروں۔ اور ہمیشہ یہی دعا کیا کرتا تھا کہ خداوند مسیح اپنے جلال کے واسطے مجھے کسی اور جگہ اپنی خدمت میں استعمال کرے۔ خدا نے سب سے پہلا موقع خدمت سیالکوٹ ہی میں دیا۔ پادری غلام مسیح صاحب کے ماتحت قریباً تین سال خدا کی خدمت کر کے خوشی اور تسلی حاصل کی آخر کار کچھ خانگی معاملات کی وجہ سے پشاور میں جو کہ میری جائے پیدائش ہے آیا۔ کچھ عرصہ بیکار رہا مگر خدا نے پادری ڈگرم صاحب کے ماتحت پشاور کے غریب مسیحیوں کی خدمت کے لئے مجھے چن لیا۔ چند عرصے کے بعد غریب مسیحیوں کا ایک دشمن ثانی بھی پیدا ہوگیا۔ ہر چند کوشش کی کہ اُس سے بچیں۔ مگر تمام کوششیں اور حیلے رائیگاں ہی گئے مگر زبور نویس کے کلمے یوں فرماتا ہے کہ

شیر کا بچہ رہے جبکہ بھی بھوکا
رب دا طالب نہ بھوکا رہیگا

آخر ڈگرم صاحب کی مہربانی سے آجکل بھی زندہ بنوں سرحد میں خدا کی خدمت کو انجام دے رہا ہوں۔ اور دشمن ثانی کو اعلان کرتا ہوں کہ اگر خدا ہمارے ساتھ ہے تو کون ہمارا مخالف ہو سکتا ہے۔

حجاب حائل ہے پردہ کو ذرا کے دست قُدرت اُٹھا
تو ہاتھ آئے ابھی تجھ کو ذات خدا۔
سنبھلکر دامن کو میرے اگر ہیں جہان عیسیٰ ہے

عبث مجھ پر یہ بیں خنجر چلانا سخت مشکل ہے۔
خریدا ہے مرے منجی نے دے کر جان شیریں کو
صاف ہے مجھے اب اُس کے قدموں سے اُٹھانا سخت مشکل ہے

دعاگو۔ بشیر الدین۔ مبشر بنوں۔ سرحد

لودھیانا اور لاہور کی پرسبٹیریل انجمن بشارت کی کارروائی

ہمارے پاس مسز خیالی رام صاحبہ نے انجمن مافوق کی کارروائی کا اختصار بغرض اشاعت اخبار بھیجا ہے۔ جس کے لئے ہم آپ کے دل سے شکر گذار ہیں۔ آپ کے مقدور بھر تمام کارروائی کو لکھنے کی کوشش کی۔ جسے پڑھ کر ہر ایک۔۔۔۔ مسیحی مستورات کی کوشش کا آسانی سے اندازہ لگا سکیگا۔ ہم انجمن مذکورہ کی کوششوں اور سرگرمیوں کو ہر طرح قابل تحسین و آفرین خیال کرتے ہیں اس کا دیرینہ استقلال خاصکر مستحق تحسین و آفرین کا مستحق ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند انجمن مذکورہ کو ہر ایک نیک کام میں ترقی عطا فرمائے۔ ایڈیٹر

لودھیانہ اور لاہور کی پریسبٹیریل انجمن بشارت کا متحدہ جلسہ بتاریخ ۱۶ سے ۱۸ مارچ تک لودھیانہ میں فراہم ہوا۔ کل حاضری ۸۰ نفوس کے قریب تھی۔ جلسہ ۱۶ کی شام ۷ بجے سے شروع ہوا۔ شام اور دوپہر کے جلسے متحدہ ہوتے تھے۔ باقی وقت میں جداگانہ ہوتے تھے پہلا متحدہ جلسہ جو ۱۶ کی شام کو فراہم ہوا اس کی صدر نشین مس کلارک صاحبہ تھیں۔ بعد دعا بندگی کے ان متحدہ جلسوں کے واسطے ذیل کے افسران انتخاب کئے گئے چیرمین مسز احمد شاہ صاحبہ۔ محرر مس لائیڈ صاحبہ بعد دعا کے مس ارس صاحبہ نے ایک جوشیلہ درس سنایا۔ انہوں نے ہماری خدمت کے مقاصد دکھلائے یعنے یہ کہ ہم کیونکر اپنے ہموطنوں کو اور پڑوسیوں کو مسیح کے پاس لائیں۔

دوسرا جلسہ ۱۷ کی صبح کے ۸ بجے فراہم ہوا۔ اُس وقت علیحدہ علیحدہ جلسے ہوئے تھے۔ تیسرا جلسہ ۱۲ بجے فراہم ہوا جو جلسہ متحدہ تھا۔ اس دعائیہ جلسے کی ہادی مسز جان تھیں۔ اس میں مسٹر مارشل نے نہایت فصیح درس اس بات پر سنایا کہ کل کلیسیا کی ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم دیہاتی مسیحیوں کے لئے زیادہ اچھا انتظام کریں اس کے بعد مسز د۔۔۔ صاحبہ نے ایک کاغذ اس مضمون کا پڑھا کہ کلیسیا کی مستورات کی ذمہ واری بشارتی کام کے لئے کیا ہے؟ اس کے بعد مس ایچ ایاراس صاحبہ نے دیگر مسیحی ممالک کی مسیحی مستورات کے کام پر ۔۔۔ دلچسپ درس دیا جس میں ہندوستان و پنجاب کی مسیحی مستورات کو اپنی تمدنی حالت بہتر بنانے کی پر جوش ترغیب دی۔ چوتھے جلسے کے ہادی پروفیسر لطیف صاحب تھے۔ انہوں نے مختار کی ذمہ داری نہایت صفائی سے دکھائی۔ ان کے درس کے بعد سب ایلچیوں نے اپنی اپنی سوسائٹی کی شکر گذاری کا چندہ پیش کیا جس کے لئے پروفیسر لطیف صاحب نے برکت مانگی۔ بعد حمد و دعا کے جلسہ برخاست ہوا۔ پانچواں جلسہ ۱۸ مارچ کے روز دن کے ۱۲ بجے شروع ہوا۔ دعا حمد و ستایش کے بعد ذیل کی کارروائی عمل میں آئی۔ شاہدرہ سکول کی ایک استانی مس آر۔ پیٹرس کی طرف سے ایک ماڈل انجیل سبق سنایا گیا۔ جس میں اُنہوں نے دکھلایا کہ کس طرح بچوں کی توجہ سبق پر لگائیں! اور کس طرح خاص تعلیم دل میں جا گیں لاہور اور لودھیانہ کی صدر محرروں نے اپنی اپنی رپورٹ سنائی۔ پادری ایشور داس نے ہوم مشن کی رپورٹ سنائی اور مس ہاس صاحبہ نے لاڈو اسکول کی تسلی بخش رپورٹ سنائی۔ اور پادری ٹھاکر داس صاحب نے لاہور ہوم مشن کی رپورٹ سنائی۔ دونوں انجمنوں کی خزانچیوں نے بتلایا کہ شکر گذاری کا چندہ بائبل وومین کے واسطے دیا گیا ہے۔ جھنڈوں کی نسبت بتلایا کہ لاہور انجمن کا جھنڈا جالندھر انجمن کو ملگیا اور لودھیانہ انجمن کا جھنڈا جگراؤں کی انجمن کو ملگیا۔ لاہور اور لودھیانہ کی انجمنیں منہ تاکتی رہ گئیں۔ قرار پایا کہ اگلے سال بھی دونوں انجمنوں کا سالیانہ جلسہ اکٹھا ہی ہووے۔ جس کے لئے جگراؤں اور فیروزپور

کی طرف سے دعوت بل۔ جگراؤں کی دعوت منظور ہوئی بعد دعا کے جلسہ برخاست ہؤا

لودھیانہ پریسبیٹیریل انجمن کے جداگانہ اجلاس میں بھی بہت کام ہؤا تھا۔ جس کا کسی قدر ذکر کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔

اس انجمن میں ۲۲ ایلچی تھے۔ اور بیس کے قریب مہمان شریک اجلاس ہوتے تھے۔ اس انجمن میں دس انجمنیں شریک ہیں اور ۱۳ دیہاتی شاخیں ہیں۔ سب انجمنوں کی رپورٹیں سنی گئیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انجمن نے کچھ نہ کچھ ترقی کی ہے۔ انجمن کا چندہ سالگذشتہ میں مبلغ 942 روپیہ ہؤا جس میں سے 628 روپیہ خاص لوڈوا کے لئے دیئے گئے تھے اور مبلغ 50 روپیہ شکر گذاری کا چندہ ہؤا تھا جو مس ربیوں صاحبہ کو ایک بائبل وومین کے واسطے دیا گیا تھا۔

امسال کے شکر گذاری کے چندہ میں سے پھر مبلغ 50 روپیہ مس ربیوں کو بائبل وومین کے واسطے دیئے گئے اور باقی مبلغ 37 روپیہ مسز لوسین کو ایک بائبل وومین کے واسطے دیئے گئے ہیں اور مبلغ 600 روپیہ پھر لوڈوا کے کام کے واسطے منظور ہؤا ہے۔ ذیل کے افسران امسال کے لئے مقرر ہوئے۔

پریذیڈنٹ مسٹر ڈانیل صاحب۔ وائس پریذیڈنٹ مسٹر جیکب صاحب۔ محرر مسٹر خیالی رام صاحب۔ خزانچی مسٹر احمد شاہ صاحب۔ پرہیزگاری کے متعلق مس براؤن صاحبہ محرر مقرر ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہؤا

مسٹر خیالی رام۔ دہرہ دون

جوہارٹ ۲ اپریل۔ ایپانی ڈسٹرکٹ کے تقریباً پانچ ہزار قلیوں نے کام چھوڑ دیا اور ایک مجمع کی صورت میں جوہارٹ چلے آئے تاکہ اپنی تکالیف ڈپٹی کمشنر کے سامنے رکھیں ان کا بیان ہے کہ روزانہ کام کی مقدار میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن مزدوری نہیں بڑھائی گئی۔ ڈپٹی کمشنر نے انہیں تسلی دی کہ انکی تکالیف پر غور کیا جائیگا۔ اور انہیں کام پر واپس جانیکی ہدایت کی (سٹیٹسمین۔ بندے ماترم)

یوئنگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات ۸؎ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جوکسنا ۱؎ سے ۱؎ تک۔ بروکوزل ۱۰؎ سے ۱۲؎ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۳/۲

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور تیر بہدف دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸؎

۲۔ ہر قسم کی کمزوری کے دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ فی شیشی ۱۲؎

۳۔ اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؎ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر:۔ ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈیا
خورجہ۔ ضلع بلند شہر

نئی کتابیں

ملک المحبت۔ مس سی۔ ای پیڈرک صاحبہ مقیم قاہرہ نے عربی زبان میں خداوند یسوع مسیح کی زندگی مسیحیوں اور خاصکر غیر مسیحیوں کے لئے نہایت آسان اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی۔ جسے ہم نے اردو جامہ پہنا کر شائع کیا ہے۔ اسکی خاص خوبیاں یہ ہیں۔ اول تمام اردو کتابوں کی نسبت اس کا خط زیادہ موٹا ہے (۲) ہر معمولی اردو خواں اسے آسانی سے پڑھ سکتا ہے (۳) چونکہ خط موٹا اور لکھائی صاف ستھری ہے۔ اس لئے بچے اسے زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ باقی کتابوں کے باریک لفظوں سے انکی نظر خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے (۴) اس میں بڑے سائز کی تین رنگین اور گیارہ یکرنگ تصویریں شامل کی گئی ہیں (۵) آٹھ ورقہ اور دو چند تقطیع کے ۸۲ صفحہ کی کتاب قیمت صرف ۱۲؎ ہے (۶) اس لئے سکولوں میں بطور بائبل کورس رائج کرنے اور مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو بطور تحفہ دینے کے لئے نہایت موزوں کتاب ہے۔ بکثرت فروخت ہو رہی ہے۔ کئی ایک مشن سکولوں نے اس کو کورس میں شامل کر لیا ہے بغرض افادہ قیمت ۸؎ ہے۔ تصویروں والی کتاب ۱۲؎ سٹیف کی ۸؎ اور کپڑے کی جلد کی ۱۰؎۔

کیا خدا روح اور مادہ تینوں ازلی ہیں۔ از پروفیسر ایل بی رائے۔ یہ کتاب اس مضمون پر نہایت ضروری اور بہت ہی مفید ہے صفحہ ۳۲ قیمت ۲ پائی۔ رومن اور اردو میں

اثبات صلیب بجواب احمدیت کی کسر صلیب از پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں۔ اس میں مسیحی و مسلم و احمدی روایات سے خداوند مسیح کی صلیبی موت۔ کفن دفن قیامت۔ صعود الی السما اور دوبارہ آمد کو ثابت کیا ہے اور مرزا صاحب کے تمام اعتراضوں کو جو انہوں نے ان مضامین پر کئے ہیں بڑے زور کے ساتھ رد کیا ہے۔ صفحہ ۲۰۴ قیمت ایک روپیہ۔

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

پادری ٹی ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان صاحب پرنٹر چھپا۔